ترک رفع الیدین پر اعتراضات کے مدلل جوابات

قرۃ العینین

فی

ترک رفع الیدین

تالیف و تحقیق : حافظ نجف علی و حافظ فرحان علی

انتساب

سلطان الفقہاء و المحدثین،
فنِ حدیث کے عظیم امام،
علمِ ناسخ و منسوخ کے عالمِ بے نظیر،
سیدنا و مولانا ،الامام

حضرت ابو جعفر احمد بن محمد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

الحنفی ،الطحاوی

کے نام

گر قبول افتد زہے عزو شرف

حافظ نجف علی

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ، مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أُولِی الصِّدْقِ وَالصَّفَاءِ وَالْوَفَاءِ۔

بعض فروعی مسائل کی شریعت مطہرہ میں اس قدر تاکید نہیں ہوتی۔ مگر کسی خارجی سبب سے وہ بہت اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔ جیسے فی زمانہ رفع الیدین کا مسئلہ ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عَنْ مالک واجمعوا علی انہ لایجب شَیْءٌ مِنَ الرَّفْعِ" "رفع الیدین میں کچھ بھی واجب نہیں ہے"

[النووی، شرح النووی علی مسلم، ۴/۹۵]

لیکن دور حاضر میں بدعقیدہ لوگ اس مسئلہ کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ سنی نوجوانوں کو رفع الیدین پر لگا کر عقیدہ اہل سنت سے ہٹا رہے ہیں۔ جیسے دجالِ زمانہ مرزا جہلمی نے اپنی زبانی اظہار بھی کیا کہ جسکو ہم رفع الیدین پر لگا لیتے ہیں پھر وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے۔ لہذا آج کل اس مسئلے میں احناف کے موقف کو نوجوان نسل میں عام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

کم از کم حدیثِ ابنِ مسعود (الترمذی حدیث نمبر 257) بچے بچے کو یاد ہونی چاہیے۔ بالخصوص آئمہ مساجد کو چاہیے کہ بچوں کو حدیثِ ابنِ مسعود یاد کروائیں۔ اور خطباء کرام جمعۃ المبارک کے خطبات میں اکثر اس حدیثِ پاک کو بیان فرمایا کریں۔

ماشاءاللہ تعالیٰ محترم فاضل دوست علامہ حافظ نجف علی صاحب نے اپنے حصے کی شمع جلاتے ہوئے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ رب کریم علامہ صاحب کی محنت قبول کرے اور اسکا نفع عام فرمائے۔ آمین ثم آمین

سید مزمل عمر شاہ کاظمی

منڈی بہاءُالدین

7 رمضان المبارک 1446ھ

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ مُخْرِجِ الْحَيِّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ الْعَلِيمِ بِمَا تُخْفِي الصُّدُورُ وَتُبْدِيهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَحْمَدُهُ عَلَى نِعَمِهِ وَأَعُوذُ بِهِ فِي أَدَاءِ شُكْرِهَا مِنَ الْمَطْلِ وَاللَّيِّ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الَّذِي هَدَانَا إِلَى الرُّشْدِ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَهْلِ الْغَيِّ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ الَّذِي أَبَاحَ لَهُ الْفَيْءَ وَأَظَلَّ أُمَّتَهُ مِنْ ظِلِّ هَدْيِهِ بِأَوْسَعِ فَيْءٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ وَحَيٍّ.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس کے تمام مسائل اور عبادات کی تفصیل قرآن و حدیث میں موجود ہے۔
اس دین کی پیروی کرنے والے مختلف مکاتب فکر کے افراد نے اپنی فکری و فقہی آراء مرتب کی ہیں، جن میں بعض مسائل پر اختلافات بھی موجود ہیں۔ ان اختلافات میں سے ایک اہم اور زیر بحث مسئلہ *رفع الیدین* ہے۔
ہمارے دور میں،کچھ منکرین نے رفع الیدین کے مسئلے پر احناف کے موقف پر اعتراضات اٹھائے ہیں۔ ان اعتراضات کا مقصد یہ ہے کہ احناف کا موقف (یعنی نماز میں رفع الیدین نہ کرنا) صحیح نہیں ہے۔
یہ اعتراضات صرف ایک فقہی اختلاف تک محدود نہیں رہے بلکہ ان اعتراضات کو مسلسل بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے عوام میں تذبذب اور بدگمانی پیدا ہو رہی ہے۔ بعض افراد ان اعتراضات کو حقیقت سمجھ کر اپنے عمل میں تبدیلی لا رہے ہیں، اور یہ مسئلہ ایک فکری بحران بن چکا ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے پر ایک جامع، مدلل اور علمی رسالہ لکھ جائے جو ان اعتراضات کا جواب دے سکے اور قارئین کو صحیح موقف سے آگاہ کرے۔
اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ رسالہ تحریر کیا گیاہے تاکہ منکرین کے اٹھائے گئے اعتراضات کا تحقیقی اور مدلل جواب دیا جا سکے۔ اس رسالہ میں ہم نے ان اعتراضات کو نہ صرف تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ ان کے جوابات بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیے ہیں۔ یہ رسالہ ایک علمی کاوش ہے جو قارئین کو اس مسئلے کی حقیقت اور اس کے فقہی پہلوؤں سے آگاہ کرے گی۔

اس رسالے کا مقصد یہ ہے کہ احناف کے دلائل کو واضح کیا جائے اور ان پر کیے گئے اعتراضات کا علمی ،عقلی اور منطقی جواب دیا جائے۔ہماری کوشش ہے کہ اس موضوع کو غیر جانبدارانہ اور علمی انداز میں پیش کیا جائے، تاکہ قارئین کو صحیح علم تک رسائی حاصل ہو سکے۔اس رسالہ کو انتہائی سہل انداز میں لکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاکہ عام انسان بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ باالخصوص زیادہ علمی و تحقیقی مباحث سے احتراز کیا گیا ہے اور ممکنہ کوشش کی گئی ہے کہ قارئین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔رسالہ میں مکمل طور پر دلائل اور ان کے ماخذ و مراجع کا التزام کیا گیا ہے تاکہ شکوک وشبہات کی نفی ہو جائے۔ممکنہ حد تک حدیث کے متن تک پہنچنے کیلئے بہترین حواشی کا التزام کیا گیا ہے خاص طور پر کتب ستہ جو کہ سوشل میڈیا پر ایپلیکیشنز کی صورت میں موجود ہیں ان کے ذریعے انٹرنیشنل نمبرنگ کا استعمال کیا گیا ہے اس کے علاوہ دیگر کتب کا بھی مکمل حوالہ مع ناشر ذکر کیا گیا ہے۔
آخر میں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اس رسالہ کو مسلمانوں کے لیے مفید بنائے اور ہمیں اپنے علم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ رسالہ آپ کو رفع الیدین کے بارے میں ایک درست اور مدلل موقف اختیار کرنے میں مدد دے گا، اور آپ اس علم کو نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں بلکہ دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

فہرست

دلائل احناف

پہلی دلیل

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ (۱)

قال الامام ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادي أخبرنا عبد الله الثِّقة بن الْمَأْمُون الْهَرَوِيّ قَالَ أخبرنَا أَبِي قَالَ أخبرنَا أَبُو عبد الله قَالَ أخبرنَا ابو عبيد الله مَحْمُود بن مُحَمَّد الرَّازِيّ قَالَ أخبرنَا عمار بن عبد الْمجِيد الْهَرَوِيّ قَالَ أخبرنَا عَليّ بن إِسْحَق السَّمرقَنْدِي عَن مُحَمَّد بن مَرْوَان عَن الْكَلْبِيّ عَن ابي صَالح عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: ذكر نعت الْمُؤمنِينَ فَقَالَ {الَّذين هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ} مخبتون متواضعون لَا يلتفتون يَمِينا وَلَا شمالاً وَلَا يرفعون أَيْديهم فِي الصَّلَاة (۲)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مومنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

اعتراض:

منکرین کہتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس کی سند میں محمد بن مروان السدی، محمد بن سائب الکلبی اور ابوصالح باذام سخت ضعیف ہیں۔

جواب:

محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ بعض ائمہ فن حدیث میں تو ناقابل اعتبار ہیں لیکن فن تفسیر میں ان کی روایات قابل قبول ہوتی ہیں۔ مثلاً

قال الامام البیہقی: قال یحیی بن سعید یعنی القطان تساھلوا فی التفسیر عن قوم لایوثقونھم فی الحدیث ثم ذکر لیث بن ابی سلیم و جُوَیْبِر بن سعید والضحاک و محمد بن السائب یعنی الکلبی وقال ھولاء لایحمد حدیثھم ویکتب التفسیر عنھم (۳)

ترجمہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔یحیٰ بن سعید یعنی یحیٰ بن سعید القطان نے فرمایا ان لوگوں کے بارے تفسیر میں نرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں جن پر حدیث کے بارے میں بھروسہ نہیں کرتے پھر لیث بن ابی سلیم اور جویبر بن سعید اور الضحاک اور محمد بن السائب یعنی محمد بن سائب الکلبی کا ذکر کیا اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی حدیث کے بارے تعریف نہیں کی جاتی لیکن ان سے تفسیر لکھی جاتی ہے۔

---

(۱) سورۃ المؤمنون: آیۃ (1,2)

(۲) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ص (284) دار الکتب العلمیہ لبنان

(۳) دلائل النبوۃ للبیہقي جلد 1 صفحہ 35. دار الکتب العلمیہ .دار الریان للتراث

مذکورہ رواۃ کا تذکرہ ائمہ محدثین نے مفسرین کے طور پر کیا ہے لہذا اصولی طور ان کی تفسیری روایات مقبول ہیں، رہا ان پر کلام تو وہ فن حدیث کے بارے میں ہے۔ ائمہ کرام کی تصریحات ان رواۃ کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

محمد بن مروان السدی

قال الامام بدر الدین محمود بن احمد العینی: وصاحب التفسیر، محمد بن مروان الکوفی وهو أیضًا یعرف بالسدی (۱)

قال الحافظ ابن حجر العسقلاني: محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل الكوفي السدي الصغير صاحب التفسير عن محمد بن السائب الكلبي روى عنه الأصمعي وغيره (۲)

محمد بن السائب الکلبی

قال الامام ابن عدی: [محمد بن سائب الکلبی] وهو رجل معروف بالتفسیر۔۔۔ وحدث عن الكلبي الثوريُّ وشعبةُ۔۔۔ ورضُوْه بالتفسير (۳)

قال الامام شمس الدین الذهبی: محمد بن السائب الکلبی، أبو النضر الکوفی المفسر النسابة الاخباري (۴)

ابو صالح باذام

قال الامام العِجلي: باذام أبو صالح روى عنه إسماعيل بن أبي خالد في التفسير، ثقةٌ وهو مولى أم هانئ (۵)

قال یحیی بن سعید: لم ار احدا من اصحابنا ترک ابا صالح مولی ام ھانئ لاشعبة ولا زائدۃ (۶)

لہذا تفسیر کے حوالے سے ان رواۃ پر اعتراض باطل ہے۔

دوسری تفسیر:

قال الحسن البصري: خاشِعُونَ الذين لا يرفعون أيديهم في الصلاة إلا في التكبيرة الأولى (۷)

ترجمہ:

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاشعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

---

(۱) مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار جلد 3، صفحه 416، دار الکتب العلمیه بیروت، لبنان

(۲) لسان الميزان جلد 7، صفحه 275، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت، لبنان

(۳) الكامل في ضعفاء الرجال جلد 7، صفحه 284، الکتب العلمیه بیروت، لبنان

(۴) ميزان الاعتدال جلد 3، صفحه 556، دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت، لبنان

(۵) الثقات للعجلي جلد 1، صفحه 242، مكتبة الدار المدينة المنوره، السعوديه

(۶) الجرح والتعديل لابن أبي حاتم جلد 1، صفحه 135، دار الوعي، حلب

(۷) تفسير السمرقندي جلد 2، صفحه 473، ترقيم الكتاب موافق للمطبوع

دوسری دلیل

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. قَالَ: وَفِي البَابِ عَنْ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَبِهِ يَقُولُ: غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الكُوفَةِ۔(۱)

ترجمہ:

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف پہلی مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے ،اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے، صحابہ کرام اور تابعین میں سے بہت سے اہل علم یہی کہتے ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی قول ہے۔

پہلا اعتراض:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَذَكَرَ حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ۔(۲)

پہلا جواب:

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرح پر پہلا اشکال تو یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند میں امام ترمذی کے استاد احمد بن عبدۃ کے حالات معلوم نہیں، کہ وہ کب پیدا ہوئے؟ اور کب فوت ہوئے؟ لہذا اسکی سند امام ترمذی تک صحیح ثابت بھی ہے کہ نہیں یہ پتہ لگانا نا ممکن ہے کیونکہ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے احمد بن عبدہ کی تعریف نہیں کی ماسوائے امام ذہبی کے۔

دوسرا جواب:

اگرحضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس جرح کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی حقیقت یہ ہے کہ جامع ترمذی میں ترک رفع یدین کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو الگ حدیثین مروی ہیں، ایک قولی اور دوسری فعلی جن کے الفاظ درج ذیل ہیں:

ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلا فِي أَوَّلِ مرةٍ۔(۳)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ (۴)

امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مبارک کا یہ قول پہلی حدیث کے ساتھ رقم کیا ہے جس کے راوی "الزهري عن سالم عن أبيه " ہیں کہ وہ ثابت نہیں، نہ کہ دوسری حدیث کے ساتھ جس کے راوی "حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ " ہیں۔

---

(۱) جامع ترمذی ،کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب رفع الیدین عند الرکوع ،رقم الحدیث ،257

(۲) جامع ترمذی ،کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب رفع الیدین عند الرکوع ،رقم الحدیث ،256

(۳) جامع ترمذی ،کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب رفع الیدین عند الرکوع ،رقم الحدیث ،256

(۴) جامع ترمذی ،کتاب الصلوۃ عن رسول اللہ ﷺ ،باب رفع الیدین عند الرکوع ،رقم الحدیث ،257

یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نقل کرنے کے بعد مستقل سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے اور آگے فرمایا ہے:

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ۔(۱)

اگر امام ترمذی کی نظر میں عبد اللہ بن مبارک کا قول صحیح اور دونوں احادیث کے بارے میں ہوتا تو امام ترمذی اس حدیث کو حسن کیوں کہتے؟ لہذا ثابت ہو گیا کہ حدیث ابن مسعود خود امام ترمذی کی نظر میں صحیح اور قابل استدلال ہے۔ان دونوں احادیث کی سند اور متن میں فرق ہونا اور امام ترمذی کا ان دونوں احادیث کو الگ الگ رقم کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دو الگ الگ احادیث ہیں۔

تیسرا جواب:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

عن عبد الله قال ألا أخبركم بصلاة رسول الله ﷺ قال: فقام فرفع يديه أول مرة ثم لم يعد۔(۲)

قال عبدالله بن مسعود رضی الله عنه الا اصلی بکم صلوۃ رسول الله ﷺ فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرۃ۔(۳)

عن عبد الله عن النبي ﷺ: أنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود۔(۴)

حدیث کے وہ الفاظ جو امام ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کی جرح میں مذکور ہیں وہ سنن طحاوی کی روایت سے ملتے جلتے ہیں، باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں۔رہی یہ جرح تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابن مبارک نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کو روایت کیا ہے وہ سنن النسائی کی حدیث ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھ کر دکھایا،لیکن سنن طحاوی میں نماز کا نقشہ نہیں صرف زبانی بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔ چونکہ ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ روایت اس طرح سنی تھی (یعنی ابن مسعود کے عمل کے ساتھ) اس لیے اس حدیث پر اعتراض کر دیا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے قولا مروی ہے۔ حقیقتاً دیکھا جائے تو یہ اعتراض بنتا نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھانے اور اس کو زبانی بیان کرنے میں کوئی تضاد نہیں، اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ راوی ایک مرتبہ حدیث کو عملاً بیان کرے اور دوسری مرتبہ اسے قولاً بیان کر دے، یہ حدیث کے غیر ثابت ہونے کی دلیل نہیں۔

چوتھا جواب:

بالفرض یہ جرح اگر فعلی روایت پر بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے اس اعتراض کو نقل کرنے والے ان کے شاگرد سفیان بن عبدالملک المروزی ہیں۔

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْآمُلِي حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِك عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ۔(۵)

اور یہ آپ کے بڑے یعنی اول عمر کے شاگردوں میں سے ہیں۔

---

(۱) جامع ترمذی، کتاب الصلوٰۃ عن رسول الله ﷺ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم الحدیث، 257

(۲) سنن نسائی، کتاب افتتاح الصلوٰۃ، باب ترک رفع الیدین حذاء المنکبین، رقم الحدیث، 1027

(۳) جامع ترمذی، کتاب الصلوٰۃ عن رسول الله ﷺ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم الحدیث، 257

(۴) شرح معاني الآثار جلد 1، صفحه 224، رقم الحدیث 1349، عالم الکتب بیروت

(۵) جامع ترمذی، کتاب الصلوٰۃ عن رسول الله ﷺ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم الحدیث، 257

لیکن ان کے ایک اور شاگرد سوید بن نصر المروزی نے اسی حدیث کو آپ ہی سے بلا اعتراض نقل کیا ہے۔

أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ لَمْ يُعِدْ۔(۱)

اور یہ آپ کے آخری عمر کے شاگرد ہیں۔جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

وکان راویة عبد الله بن المبارک۔(۲)

معلوم ہوا کہ یہ اشکال آپ کو اول عمر میں تھا جسے آپ نے اپنے پہلے شاگردوں کو نقل کرایا تھا لیکن آخر عمر میں جب آپ نے امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت سنی تو اپنے آخری عمر کے شاگرد سوید بن نصر المروزی کو بلا اعتراض املاء کرائی جیسا کہ سنن النسائی میں یہ حدیث بلا اعتراض موجود ہے معلوم ہوا کہ آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا تھا۔

پانچواں جواب:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام روات ثقہ ہیں۔ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ جرح غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہے۔اصول حدیث کے اعتبار سے ایسی جرح قابل قبول نہیں۔

لَا يُقْبَلُ الْجَرْحُ إِلَّا مُفَسَّرًا۔(۳)

چھٹا جواب:

اس حدیث کو کئی شمار فقہاء اور محدثین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: حدیثٌ حسنٌ(۴)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا: وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ (۵)

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا: فَلَمَّا صَحَّ(۶)

امام زیلعی رحمہ اللہ نے کہا: وَالرُّجُوعِ إِلَى صِحَّةِ الْحَدِيثِ لِوُرُودِهِ عَنِ الثِّقَاتِ(۷)

امام عینی رحمہ اللہ نے کہا: قد صحَّ(۸)

لہٰذا حدیث بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

---

(۱) جامع ترمذی، کتاب الصلوٰۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم الحدیث، 257

(۲) تھذیب التھذیب جلد، 2 صفحہ 137، مؤسسة الرسالہ، بیروت

(۳) الکفایة في علم الروایة للخطیب البغدادي، صفحہ، 108 جمیعة دائرة المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، الدکن

(۴) جامع ترمذی، کتاب الصلوٰۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم الحدیث، 257

(۵) العلل الواردة في الأحادیث النبویة، جلد، 5صفحہ، 172 دار طیبہ، الریاض

(۶) المحلی بالآثار جلد، 2 صفحہ 265، دار الفکر بیروت، لبنان

(۷) نصب الرایة جلد، 1 صفحہ 396، مؤسسة الریان للطباعة والنشر بیروت، لبنان

(۸) شرح سنن أبي داود للعیني جلد، 3 صفحہ 346، مکتبة الرشد، الریاض

دوسرا اعتراض:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس پر امام ابوداؤد نے اعتراض کیا ہے:

هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ۔(۱)

پہلا جواب:

پہلی بات یہ ہے کہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کی سند پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا لہذا ایک بات تو ثابت ہو گئی کہ امام ابوداؤ بھی اس حدیث کی سند کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ امام ابوداؤد کی جرح کے الفاظ مبہم ہیں اور مبہم الفاظ کی جرح و تعدیل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔

لَا يُقْبَلُ الْجَرْحُ إِلَّا مُفَسَّرًا۔(۲)

دوسرا جواب:

سنن ابی داؤد کے کئی نسخے ہیں جن میں سے پانچ مشہور ہیں۔

نسخہ ابوعلی اللؤلوی:

یہ نسخہ امام ابوداؤد کی وفات والے سال کا ہے اور تمام نسخوں میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔

ورواية اللؤلؤي من أصح الروايات لأنها من آخر ما أملى أبو داود وعليها مات۔(۳)

اس نسخہ میں یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

نسخہ ابن داسۃ:

یہ نسخہ امام ابو سلیمان خطابی نے خود ابو بکر بن داسہ سے روایت کیا ہے اور اس کی شرح "معالم السنن" کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔یہ اعتراض اس نسخہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

نسخہ ابوعیسی الرملی:

یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخہ سے ملتا جلتا ہے۔جیسا کہ اس کی تصریح کی گئی ہے۔

ورواية ابن داسة أكمل الروايات، ورواية الرملي تقاربها۔(۴)

جب نسخہ داسہ میں یہ اعتراض نہیں ہے تو نسخہ رملی میں بھی نہ ہو گا۔

نسخہ ابن الاعرابی:

یہ نسخہ نامکمل ہے بہت سی کتب اس میں نہیں ہیں۔

أن رواية ابن الأعرابي يسقط منها كتاب الفتن والملاحم والحروف والخاتم ونحو النصف من كتاب اللباس وفاته أيضاً من كتاب الوضوء والصلاة والنكاح أوراق كثيرة.(۵)

نسخہ ابن العبد:

ابوالحسن ابن العبدالانصاری یہ بھی سنن کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں۔جیسا کہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے۔(۶)

---

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع رقم الحدیث ،748

(۲) الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي ،صفحه ،108 جمیعۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ ،حیدرآباد ،الدکن

(۳) شرح سنن أبي داود للعيني جلد ،1 صفحه 33، مكتبة الرشد ،الرياض

(۴) شرح سنن أبي داود للعيني جلد ،1 صفحه 33، مكتبة الرشد ،الرياض

(۵) شرح سنن أبي داود للعيني جلد ،1 صفحه 33، مكتبة الرشد ،الرياض

(۶) تهذيب التهذيب جلد ،2 صفحه 84، مؤسسة الرساله بيروت ،لبنان

مندرجہ بالا پانچ نسخوں میں سے یہ اعتراض صرف نسخہ ابن العبد میں ہے ۔جیسا کہ امام مغلطائی نے اس کی تصریح کی ہے۔

واعترض على هذا بما ذكره أبو داود في رواية ابن العبد قال: هذا حديث مختصر من حديث طويل، وليس بصحيح على هذا اللفظ۔(۱)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض امام ابوداؤد کو اول عمر میں تھا۔جسے آپ کے شاگرد ابن العبد نے نقل کیا ہے۔لیکن بعد میں آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا تھا۔ اس لیے باقی نسخوں خصوصاً نسخہ ابو علی اللؤلؤی میں (جو وفات والے سال کا نسخہ ہے) یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

تیسرا جواب:

امام ابوداؤد نے زیر بحث حدیث کو جس طویل حدیث کا اختصار قرار دیا ہے۔وہ روایت جز رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ , حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ , حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: " عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ: فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ , ثُمَّ رَكَعَ , فَطَبَّقَ يَدَيْهِ جَعَلَهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أُمِرْنَا بِهَذَا "

قَالَ الْبُخَارِيُّ: " وَهَذَا الْمَحْفُوظُ عِنْدَ أَهْلِ النَّظَرِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ۔(۲)

اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث کو اس طویل حدیث کا اختصار بھی قرار دیا جائے تو بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اگر اُس مختصر حدیث میں جو الفاظ (لم یعد وغیرہ) ہیں وہ طویل حدیث میں نہیں تو یہ زیادت ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔

أَنَّ الزِّيَادَةَ فِي الْأَسَانِيدِ وَالْمُتُونِ مِنَ الثِّقَاتِ مَقْبُولَةٌ۔(۳)

پس ثابت ہوا کہ اعتراض درست نہیں اور حدیث صحیح ہے۔

---

(۱) شرح سنن ابن ماجہ لمغلطائی جلد 5 صفحہ 286، دار ابن عباس الدقهلية، مصر

(۲) قرة العينين برفع اليدين في الصلاة للبخاری صفحہ 28، دار الأرقم للنشر والتوزيع، الكويت

(۳) المستدرك على الصحيحين جلد 1 مقدمة المصنف دار الكتب العلمیہ بیروت، لبنان

تیسرا اعتراض:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند میں سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کہ غضب کے مدلس ہیں اور مدلس راوی کی "عن" سے کی جانے والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

پہلا جواب:

تدلیس کے اعتبار سے محدثین نے رواۃ حدیث کے مختلف طبقات بنائے ہیں، بعض طبقات کی روایات کو صحت حدیث کے منافی جبکہ دوسرے بعض کی روایات کو مقبول قرار دیاہے۔امام سفیان رحمہ اللہ کو محدثین کی ایک جماعت نےجن میں امام ابوسعید العلائی رحمہ اللہ (۱) اور علامہ ابن حجرعسقلانی رحمہ اللہ شامل ہیں (طبقہ ثانیہ)میں شمار کیا ہے۔ (۲)

محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ طبقہ ثانیہ کے مدلس کی روایت مقبول ہے، اس کی تدلیس صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔

وثانيها من احتمل الأئمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وإن لم يصرح بالسماع۔ (۳)

دوسرا جواب:

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ‘‘عن’’ سے روایت کے ضعیف نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم میں بیسیوں احادیث سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ‘‘عن’’ کے ساتھ ہیں۔جن میں سے کم از کم پانچ احادیث کی اسانید ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔جو کہ بالکل ہماری پیش کردہ حدیث کی اسناد ہیں۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدٍ۔ (۴)

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ۔ (۵)

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ۔ (۶)

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ۔ (۷)

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ۔ (۸)

توجیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ترمذی میں موجود سند صحیح مسلم کی سند کے عین مطابق ہے تو ثابت ہوا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترک رفع یدین والی روایت بلکل صحیح ہے۔

---

(۱) جامع التحصيل في أحكام المراسيل صفحه 113، عالم الكتب، بيروت

(۲) طبقات المدلسين لإبن حجر صفحه 32، مكتبة المنار، عمان

(۳) جامع التحصيل في أحكام المراسيل صفحه 113، عالم الكتب، بيروت

(۴) صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان تكليف الله ما يطاق، رقم الحديث (126) يا (330)

(۵) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، رقم الحديث (230) يا (545)

(۶) صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب غسل الوجه واليدين إذا استيقظ من النوم، رقم الحديث (304) يا (698)

(۷) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب أمر النساء أن لا يرفعن رءوسهن حتى يرفع الرجال، رقم الحديث (441) يا (987)

(۸) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح، رقم الحديث (461) يا (1032)

چوتھا اعتراض:

اس روایت میں سفیان ثوری، عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں، کوئی معتبر متابعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

جواب:

امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقات باالاجماع رواۃ نے ان کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ مثلاً

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ أَصْبَغَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عن عبد الرحمان بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ۔ (۱)

وَرَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن أبيه، وعلقمة، عن عبد الله۔ (۲)

لہذا تفرد کا اعتراض باطل ہو گا۔

پانچواں اعتراض:

اس حدیث میں " نفی " کا بیان ہے اور دیگر احادیث میں "اثبات" ہے۔ اور اثبات ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے۔نماز کے بیسیوں مسائل ہیں۔ جیسے ان کے ذکر نہ کرنے سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی رکوع کا رفع یدین ہے۔

جواب:

اگر یہ بات قبول کر لی جائے کہ اثبات ہمیشہ نفی پر مقدم ہوا کرتا ہے تو پھر اس اصول کے مطابق تمام منکرین حضرات کو سجدوں کا رفع یدین بھی کرنا چاہئے کیونکہ سجدوں کا رفع یدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اگر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث میں رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر نہ کرنے سے اس کی نفی نہیں ہوتی تو پھر بالکل اسی طرح رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنے والی احادیث میں سجدوں کے رفع یدین کا ذکر نہ کرنے سے اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح یہ ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک یا زیادہ بار رکوع کے رفع یدین کو ترک بھی کیا ہو ، بالکل اسی طرح یہ بھی تو ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک یا زیادہ بار سجدوں کے رفع یدین کو بھی ترک کیا ہو۔ کیونکہ اثبات ہمیشہ نفی پر مقدم ہوا کرتا ہے تو پھر منکرین حضرات سجدوں کے رفع یدین کے اثبات کو اس کی نفی پر مقدم کیوں نہیں کرتے ؟ کتب احادیث کی کتابوں میں صحیح سند سے سجدوں کے رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ لہذا منکرین حضرات پہلے خود اس اصول پر عمل کر کے دکھائیں پھر ہمیں اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔حقیقت میں یہ بالکل درست بات ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے، لیکن کب اور کن حالات میں لہذا ہم ہی ان کے علم میں کچھ اضافہ کیئے دیتے ہیں۔ اثبات نفی پر اس وقت مقدم ہوتا ہے جب نفی کرنے والے کا علم اس شیٔ کو محیط نہ ہو جس شیٔ کی نفی کی جارہی ہے۔ اگر راوی کا علم اس چیز کو محیط ہو جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے تو اثبات اور نفی کا حکم برابر ہو گا۔ اور یہ بات ایک عام طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں ہمیشہ رہے ہیں۔اور شاذ و نادر ہی آپ سے دور ہوئے ہیں۔ آپ کی قربت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے تہجد کی نماز تک رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھی ہیں۔ حتی کہ لوگ آپ کو اہل بیت سے گمان کرتے تھے۔ لہذا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے بارے میں مکمل خبر تھی اور آپ کا بیان کرنا دوسرے صحابہ کرام کے بیان کرنے سے زیادہ مستند اور معتبر ہے۔

---

(۱) التمهيد لإبن عبد البر جلد 9، صفحه 215، وزارة عموم الاوقاف والشؤون الاسلاميه، المغرب

(۲) علل الدارقطني العلل الواردة في الأحاديث النبوية جلد 5، صفحه 172، دار طيبه، رياض

تیسری دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ۔(۱)

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، نماز میں سکون رکھا کرو فرماتے ہیں دوبارہ ایک دن تشریف لائے تو ہم کو حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو متفرق طور پر بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں پھر ایک مرتبہ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کیا تم صفیں نہیں بناتے جیسا کہ فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں فرمایا کہ پہلی صف کو مکمل کیا کرو اور صف میں مل مل کر کھڑے ہوا کرو۔

پہلا اعتراض:

اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں۔

جواب:

ہمارا دعویٰ ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے، چاہے وہ رکوع والا ہو یا سجود والا۔ حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا۔" اسکنوا فی الصلوۃ (نماز" میں سکون اختیار کرو) اس سے مذکورہ رفع یدین کی نفی ہوجاتی ہے۔

جیسا کہ مشہور محدثین علامہ زیلعی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہم اللہ وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ الفاظ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس شخص کو کہے جاتے ہیں جو دوران نماز رفع یدین کر رہا ہو اور یہ حالت رکوع یا سجود وغیرہ کی ہوتی ہے۔

"اسكنوا في الصلاة ." والذي يرفع يديه في أثناء الصلاة وهو حالة الركوع والسجود ونحو ذلك،(۲)

إِنَّمَا يُقَالُ ذَلِكَ لمن يرفع يديه أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ، وَهُوَ حَالَةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَنَحْوُ ذَلِكَ،(۳)

وَرُوِيَ أَنَّهُ ﷺ رَأَى بَعْضَ أَصْحَابِهِ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْ الرُّكُوعِ فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ (۴)

لہٰذا یہ اعتراض باطل ہے۔

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة، رقم الحديث (430) يا (968)

(۲) شرح سنن أبي داود للعيني جلد 3 صفحه 297، مكتبة الرشد، الرياض

(۳) نصب الراية جلد 1 صفحه 394، مؤسسة الريان للطباعة والنشر، بيروت

(۴) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع جلد 1 صفحه 207، دار الكتب العلميه، بيروت

دوسرا اعتراض:

اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے۔

پہلا جواب:

آیئے مسلم شریف سے جس سے یہ حدیث پیش کی گئی ہے ۔اس کے ابواب کو ذرا تفصیلاً دیکھتے ہیں۔
مسلم شریف میں باب یوں قائم ہے۔

باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ والنھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام واتمام الصفوف الاول والتراص فیھما والامر بالاجتماع۔(۱)

پہلا حصہ " الامر بالسکون فی الصلوٰۃ " نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب:

باب کے اس حصے کے ثبوت میں یہی حدیث اسکنو فی الصلوٰۃ والی لائے ہیں۔

دوسرا حصہ " النھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام " سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت:

اس حصہ کے ثبوت کے لیے دوسری حدیث لائے ہیں" وانما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ " بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے ، پھر اپنے دائیں بائیں والے پر سلام کرے۔

تیسرا حصہ ہے "، واتمام الصفوف الاول والیراص فیھما والامر بالاجتماع "پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں جڑنا اور اجتماع کے حکم کے بارے میں:

اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری حدیث لائے ہیں استووا ولا تختلفوا۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو رفع یدین کر رہے تھے انہیں سلام پھیرنے کا طریقہ نہیں سمجھایا بلکہ انہیں اس کام سے منع کیا اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور جو عندالسلام ہاتھ اُٹھا رہے تھے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو بلکہ سلام پھیرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔

پس ثابت ہوا کہ سلام کا لفظ دوسری حدیث کے متعلق ہے۔ پہلی حدیث پر باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ ہے یعنی نماز میں سکون اختیار کرنے کاباب۔ اس کے نیچے حدیث وہی لائی گئی ہے جس مین رفع یدین کو سکون کے خلاف قرار دے کر منع فرمایا دیا گیا۔ لہٰذا جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں، اس پر باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ ہے، اس میں سلام اور تشہد کا لفظ نہیں ہے۔

دوسرا جواب:

ہم یہ بات دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ احادیث ہیں۔

- پہلی روایت میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کا شاگرد تمیم بن طرفہ ہے۔ دوسری میں جابر رضی اللہ عنہ کا شاگرد عبیداللہ بن القبطیہ ہے۔

- پہلی روایت میں ہے خرج علینا یعنی حضور ﷺ ہم پر نکلے۔ دوسری روایت میں ہے صلینا مع رسول اللہ ، یعنی ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

- پہلی روایت میں ہے رافعی ایدیکم یعنی رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں ہے تشیرون بایدیکم تومنون بایدیکم تم اشارہ کرتے ہو۔پہلی روایت میں سلام کا ذکر نہیں ، دوسری میں سلام کا ذکر ہے۔

- پہلی روایت میں ہے اسکنوا فی الصلوۃ ، یعنی نماز میں سکون اختیار کرو، دوسری روایت میں ہے انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ۔

---

(۱) صحیح مسلم ، کتاب الصلاۃ

ان دونوں روایتوں کو غور سے دیکھا جائے تو دونوں روایتوں میں پانچ فرق نظر آتے ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ ہم اکیلے نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے تو یہ واقعہ الگ ہوا۔ دوسری روایت میں ہے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ، یہ واقعہ الگ ہوا۔ پہلی حدیث میں حضور ﷺ رافعی ایدیکم فرما کر رفع یدین کا نام لیتے ہیں اور دوسری میں رفع یدین کا نام تک نہیں بلکہ اشارے کا لفظ ہے۔ بہرحال دونوں روایتوں کو ایک بنانا فریب اور دھوکہ ہو گا نہ کہ دونوں کو دو بتانا۔ چونکہ دو واقعے الگ ہیں، ہم دونوں کو الگ الگ رکھتے ہیں، ملاتے نہیں لہٰذا الگ الگ رکھنا حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہو گا۔ پہلی حدیث میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے اور دوسری میں سلام والے اشارے سے۔ ہمارا احناف کا دونوں روایتوں پر عمل ہے۔ نہ ہم رفع یدین کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہیں۔

تیسرا اعتراض:

محدثین نے اس حدیث کو تشہد کے باب میں ذکر کیا ہے۔

جواب:

یہ اشکال غلط ہے کیونکہ کسی محدث کا کسی حدیث کو کسی باب کے تحت نقل کرنا یہ محدث کی اپنی ذاتی رائے اور تحقیق ہے۔ جس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ اس حدیث کا وہی مطلب ہے جو وہ محدث بیان کر رہا ہے۔ بعض دفعہ ایک محدث کسی روایت کو ایک باب کے تحت نقل کرتا ہے جبکہ دوسرا محدث اسی حدیث کو کسی دوسرے عنوان کے تحت لکھتا ہے۔ یہ بات علم حدیث کے ایک عام طالبعلم سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث کو اگر بعض محدثین نے تشہد وغیرہ کے باب میں نقل کیا ہے تو کئی دوسرے محدثین نے اسے خضوع و خشوع ،نماز میں سکون اور حرکت نہ کرنے کے عنوان کے تحت بھی نقل کیا ہے اور اسے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل بھی بنایا ہے۔

- امام بخاری و مسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو (مَنْ کَرِہ رَفعَ الیَدَین فی الدعا) کے تحت لکھا ہے۔ (۱)
- امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو (الخشوع فی الصلوٰۃ) کے تحت لکھا ہے۔ (۲)
- امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے اسے (بَیَانُ النَّہیِ عَنِ الاِختِصَارِ فِی الصَّلَاۃِ، وَاِیجَابُ الاِنتِصَابِ وَالسُّکُونِ فِی الصَّلَاۃِ اِلَّا لِصَاحِبِ العُذرِ) کے تحت لکھا ہے۔ (۳)
- امام جلال الدین زیلعی رحمہ اللہ نے اس روایت کو (اَحَادِیثُ اَصحَابِنَا) کے رفع الیدین نہ کرنے پر استدلال کیا ہے۔ (۴)
- امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (قلت: فی الحدیث الأول إنکار لرفع الید فی الصلاۃ وإمر بالسکون فیہا) (۵)
- امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا (وَاحتَجَّ الحَنَفِیَّۃُ بِحَدِیثِ جَابِرِ بنِ سَمُرَۃَ) (۶)

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ،کتاب الدعا، باب مَنْ کَرِہ رَفعَ الیَدَین فی الدعا ،رقم الحدیث ،30289

(۲) سنن کبرٰی للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب الخشوع فی الصلوٰۃ ،رقم الحدیث، 3521

(۳) مستخرج أبي عوانة جلد 1، صفحہ 418، دار المعرفۃ ،بیروت

(۴) نصب الرایة جلد 1، صفحہ 393، مؤسسة الریان للطباعة والنشر ،بیروت

(۵) البنایة شرح الهدایة جلد 2، صفحہ 257، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۶) الدرایة في تخریج أحادیث الهدایة جلد 1، صفحہ 149، دار المعرفة، بیروت

چوتھا اعتراض:

اگر اس حدیث سے " فی الصلوٰۃ "یعنی نماز کے اندر کا رفع یدین منع ثابت ہوتا ہے تو پھر اس سے تو تکبیرِ تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

جواب:

حدیث شریف میں آتا ہے۔

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ (۱)

نماز تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔

لہٰذا جس فعل سے نماز شروع ہو رہی ہے، اسے فی الصلوٰۃ نہیں کہا جاسکتا۔ ثناء فی الصلوٰۃ، تعوذ فی الصلوٰۃ، قومہ فی الصلوٰۃ، جلسہ و سجدہ فی الصلوٰۃ، سجدے والا رفع یدین فی الصلوٰۃ، تشہد فی الصلوٰۃ۔ تکبیرِ تحریمہ آغاز کا نام ہے اور نماز شروع کرنے کا طریقہ ہے۔ سلام نماز کے اختتام کا نام ہے یعنی ختم کرنے کا طریقہ ہے۔اب قابل غور بات یہ ہے کہ جب رکوع و سجدہ فی الصلوٰۃ ہیں تو ان کا رفع یدین بھی فی الصلوٰۃ ہو گا لہٰذا اسکنو فی الصلوٰۃ میں نماز کے اندر والے رفع یدین سے ہی منع ثابت ہو گی نہ کہ تحریمہ والے سے کیونکہ رفع یدین بوقتِ تحریمہ فی الصلوٰۃ نہیں بلکہ فی افتتاح الصلوٰۃ ہے۔

پانچواں اعتراض:

دونوں حدیثوں میں تشبیہ ایک چیز سے دی گئی ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

جواب:

جیسا کہ احادیث کے الگ الگ ہونے کے دلائل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ یہ احادیث الگ الگ ہیں۔
باقی تشبیہ ایک چیز کے ساتھ دینے سے چیز ایک نہیں بن جاتی۔ دیکھیں کوئی کہتا ہے کپڑا دودھ کی طرح سفید ہے۔ بطخ دودھ کی طرح سفید ہے۔ دانت دودھ کی طرح سفید ہیں۔ گائے دودھ کی طرح سفید ہے۔ بال دودھ کی طرح سفید ہیں۔ اب کپڑا ، بطخ، دانت، گائے، بال پانچ چیزیں مشبہ ہیں ، دودھ مشبہ بہٖ ہے یعنی پانچ چیزوں کو صرف دودھ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ بطخ اور گائے یا بال اور دانت ایک شے ہیں کیونکہ تشبیہ صرف ایک چیز سے دی گئی ہے۔ اب اگر عندالسلام والے اشارے اور رکوع کے رفع یدین کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے تو دونوں حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں اور دونوں عمل ایک کیسے ہو گئے۔

چھٹا اعتراض:

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عمل خود نبی پاک ﷺ نے پہلے کیا اور بعد میں اسی اپنے کیے ہوئے عمل کو گھوڑوں کی دموں کیساتھ تشبیہ دی۔اس سے تو نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ

پہلا جواب:

اشارہ عندالسلام کو تو منکرین بھی مانتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا تھا۔ سلام کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس کو دیکھ کر شروع کیا تھا؟کیا سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل یا حکم کے بغیر کر رہے تھے؟ یقیناً اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عمل تھا یا حکم یا تقریر۔ ان تینوں صورتوں میں وہی اعتراض جو منکرین کرتے ہیں وہ ان پر بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ فعل جو کیا ہے یا حکم دیا ہے یا کرنے پر خاموش رہ چکے ہیں، بعد میں اسے گھوڑوں کی دمیں کس طرح فرما سکتے ہیں؟

---

(۱) جامع ترمذی، كتاب الطهارة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الطهور، رقم الحديث 3.

دوسرا جواب:

اگر اس حدیث سے " فی الصلوٰۃ "یعنی نماز کے اندر کا رفع یدین منع ثابت ہوتا ہے تو پھر اس سے تو تکبیرِ تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ جب کوئی کام منسوخ اور ممنوع ہو جاتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنا منع اور گناہ ہوتا ہے اور اسے اپنانا قابل مذمت ہے۔ جیسے بیت المقدس کی طرف رخِ انور کر کے خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نمازیں ادا فرمائی ہیں، ذرا پوچھیئے منکرین سے کہ کیا اب اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا درست ہے، وہ لوگ بھی اسے باطل و مردود کہہ کر ایسا کرنے کی مذمت و تردید ہی کریں گے۔ تو کیا یہاں بھی یہ منطق قابل قبول ہے کہ چونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس طرف منہ کر کے نمازیں ادا کی ہیں۔ اس لیئے ادھر منہ کر کے نماز پڑھنے کو مردود و باطل کہنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔ کیا یہ الفاظ سخت نہیں ہونگے؟ جب وہ عمل منسوخ ہو گیا تو اب مذمت کرنے اور بالکل مردود کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

نیز حضور ﷺ سے دیگر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے خود ایک کام کیا اور پھر بعد میں اس کے منسوخ ہونے پر اس کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے۔

آپ ﷺ سے اقعاء کرنا ثابت ہے۔ (۱)

لیکن پھر خود اسے اقعاء القلب کہہ کر منع بھی فرمایا۔ (۲)

اور ایک دوسری حدیث میں عقبۃ الشیطان کہہ کر منع فرمایا۔ (۳)

برے الفاظ کسی دوسرے نے نہیں خود رسول کریم ﷺ نے استعمال فرمائے ہیں، لہذا ہم پر غصہ بے جا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک بار ریشمی کپڑا پہنا اور ناپسندیدگی سے اتار کر ارشاد فرمایا:" لا ینبغي ھذا للمتقین" یہ متقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں۔ (۴)
اب بتایئے کیا معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ پہلے متقی نہ تھے ؟ لباس اتار کر ہی متقی ہوئے ، اگر وہ کپڑا متقی لوگوں کے لیے جائز نہیں تو پھر آپ نے اسے کیوں پہنا؟۔وجہ صرف یہ تھی کہ جب آپ نے پہنا تب جائز تھا، اور جب اتارا تب منع ہو گیا۔ اس لیے آپ نے یہ سخت کلمات ارشاد فرمائے کیونکہ جب کوئی عمل منع ہو جائے تو پھر اسے سخت الفاظ سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔

ساتواں اعتراض:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ جز رفع الیدین میں فرمایا "وَلَا يَحْتَجُّ بِمِثْلِ هَذَا مَنْ لَهُ حَظٌّ مِنَ الْعِلْمِ" (۵) کہ جو بھی اس حدیث سے ترکِ رفع یدین پر استدلال کرتا ہے اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں۔

پہلا جواب:

محمود بن اسحاق الخزاعی جز رفع الیدین کے راوی ہیں۔ انہوں نے امام بخاری سے جزء رفع الیدین کا سماع کیا۔ ان کے بارے میں محدثین کا کوئی قول نہیں ملتا کہ ان کے حالات کیا ہیں۔ حكم روايته: الرد، على الصحيح الذي قاله الجمهور.(٦)

دوسرا جواب:

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حدیث کے معنی کے اعتبار سے فقہاء کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ محدثین کو جیسا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ "الفقهاء هم اعلم بمعاني الحديث" (۷) یعنی فقہاء معنی حدیث محدثین سے زیادہ جانتے ہیں۔اب آپ ہی بتائیں کہ کیا امام اعظم ابوحنیفہ و سفیان ثوری و مالک و ابن ابی لیلیٰ جیسے ائمہ اور فقہاء کو اس جملے کے تحت جاہل اور بے علم مان لیا جائے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

---

(۱) أخرجه أبو داود في "السنن"، كتاب الصلاة، باب أبواب تفريع استفتاح الصلاة ،رقم (845)

(۲) أخرجه ابن ماجه في "السنن"، كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها ,باب الجلوس بين السجدتين ,رقم (895)

(۳) أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب: الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة ،رقم (498) يا (1110)

(۴) أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب: اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة ،رقم (2075) يا (5427)

(۵) قرة العينين برفع اليدين في الصلاة، صفحه 31 دار الارقم للنشر والتوزيع، كويت

(٦) تيسير مصطلح الحديث صفحه 151 مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

(۷) أخرجه الترمذي في "الجامع"، أبواب الجنائز عن رسول الله ﷺ باب، ما جاء في غسل الميت رقم (990)

آٹھواں اعتراض:

اگر اس حدیث کو ترک رفع یدین پر مان بھی لیا جائے تو پھر آپ وتر اور عیدین کی نماز میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں ؟

جواب:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو نماز پڑھ رہے تھے وہ نہ تو وتر کی نماز تھی اور نہ ہی عید کی نماز تھی۔وتر کی نماز تو اس لئے نہیں تھی کہ یہ دن کا واقعہ ہے اور وتر دن کو نہیں پڑھے جاتے بلکہ وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے ہوتا ہے۔

خرج علینا رسول اللہ ﷺ ذات یوم (۱)

ایک دن آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ وتر کی نماز نہیں تھی۔ عید کی نماز اس لئے نہیں تھی کہ اگر عید کا واقعہ ہوتا تو حضور ﷺ امام بن کر نماز پڑھا رہے ہوتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے پیچھے مقتدی ہوتے۔

اس حدیث سے ہمارا استدلال کس کس طرح سے ہے یہ اوپر واضح کر دیا گیا ہے۔ ہمارے استدلال سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائے۔اگر یہ عیدین کی نماز ہوتی تو نبی پاک ﷺ جماعت کروا رہے ہوتے۔یہ تو منکرین بھی مانتے ہیں کہ نماز عیدین جماعت سے ہوتی ہے اس کے تو وہ بھی قائل نہیں کہ نمازعیدین انفرادی پڑھی جائے۔ تو یہ محال ہے کہ نماز عید ہو رہی ہو اور آپ ﷺ نماز میں شریک نہ ہوں اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر آپ ﷺ کے جماعت کروانی شروع کر دی ہو۔اسی طرح اگر وتر کی نماز مانا جائے تو بھی عشاء کی نماز کی جماعت کا مسئلہ ہے اور سوال اٹھتا ہے کہ آپ ﷺ نماز کی جماعت سے رہ گئے اور بعد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انتظار بھی نہیں کیا اور خود جماعت کروا لی اور وتر بھی پڑھنے لگے تب جا کے نبی پاک ﷺ تشریف لائے۔ یہ محال ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام نمازوں اور عیدین و وتر میں فرق ہے۔ جب بھی احکام عیدین و وتر آتے ہیں ساتھ واضح لفظ عید یا وتر موجود ہوتا ہے۔ جب کہ اس حدیث میں عام نماز کا عمومی لفظ ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین نے اس حدیث کو باب الصلاۃ میں رقم کیا ہے باب الصلاۃ العیدین یا باب الصلاۃ الوتر میں نہیں۔ پس اصول کے لحاظ سے خصوص کو عموم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے جس رفع یدین کو گھوڑوں کی دم فرمایا ہے وہ بغیر ذکر کے رفع یدین ہے، اور عیدین و وتر کا رفع یدین اسی طرح تحریمہ کا رفع یدین ذکر کے ساتھ ہے۔ یعنی رفع یدین کا الگ سے ذکر موجود ہے۔ جب کہ منکرین عام نمازوں میں جو رفع یدین کرتے ہیں وہ بغیر ذکر کے ہے، یعنی رکوع کو جاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں ، پس وہ اللہ اکبر انتقال رکوع کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا۔اگر منکرین کہیں کہ وہ رفع یدین کا ذکر ہے تو پھر رکوع کی طرف انتقال کے وقت کا ذکر کہاں گیا؟ہمارے وتر و عیدین کے رفع الیدین چونکہ مع الذکر ہیں تو ان کی تشبیہ گھوڑوں کی دمیں بنتی ہی نہیں جبکہ منکرین کا رفع الیدین بغیر ذکر کے ہے اسلئے وہ اس تشبیہ پر پورا اترتے ہیں اللہ پاک کا فرمان بھی ہے کہ اقم الصلواۃ لذکری۔پس یہ رفع یدین جو عیدین و وتر و تحریمہ کا ہے یہ بھی فرق کی وجہ سے الگ ہے اور قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔

چوتھی بات یہ کہ ہم نماز میں جن مقامات یعنی (رکوع میں جاتے وقت ، رکوع سے اٹھتے وقت سجدے میں جاتے اور اٹھتے وقت، دونوں سجدوں کے درمیان دوسری رکعت کے شروع میں، تیسری رکعت کے شروع میں اور سلام پھیرتے وقت) کے رفع یدین کو منسوخ کہتے ہیں ان تمام مقامات پر رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور نہ کرنا بھی ثابت ہے جبکہ اس کے برعکس نماز عیدین اور نماز وتر میں جن مقامات پر ہم رفع یدین کرتے ہیں ان مقامات پر رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنے کی دلیل تو ملتی ہے لیکن نہ کرنے کی دلیل نہیں ملتی۔اس لئے ہم ان مقامات پر رفع یدین کرتے ہیں۔

پانچویں بات یہ کہ ہم نماز عیدین اور نماز وتر میں جن مقامات پر رفع یدین کرنے کے قائل ہیں وہ نماز پنجگانہ میں کیئے جانے والے رفع یدین کے مقامات سے بالکل الگ ہیں ۔ لہذا اگر ہم نماز عیدین اور نماز وتر میں ان مقامات پر رفع یدین کے قائل ہوتے جن مقامات پر منسوخ سمجھتے ہیں تو اعتراض کی صورت بنتی تھی لیکن جب ہم ان نمازوں میں بھی ان مقامات پر رفع یدین کے قائل نہیں تو پھر اعتراض کس بات کا ؟

---

(۱) أخرجه أحمد في "المسند" رقم (20063)

چوتھی دلیل

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ خَالِدٍ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ، وَحَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ : أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى ، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ ، وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ ، وَيَزِيدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ ، وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنْ ابْنِ عَطَاءٍ ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ : عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ ، وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ : عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ كُلُّ فَقَارٍ (۱)

ترجمہ:

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے خالد سے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا (دوسری سند) اور کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، اور ان سے یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا ذکر ہونے لگا تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوجاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہوجاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ پاؤں کی انگلیوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے بائیں پاؤں کو آگے کرلیتے اور دائیں کو کھڑا کردیتے پھر مقعد پر بیٹھتے۔ لیث نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید بن محمد بن حلحلہ سے سنا اور محمد بن حلحلہ نے ابن عطاء سے، اور ابوصالح نے لیث سے کل فقار مکانہ نقل کیا ہے اور ابن مبارک نے یحییٰ بن ایوب سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا کہ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ان سے حدیث میں کل فقار بیان کیا۔

پہلا اعتراض:

اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں۔

جواب:

منکرین شاید مذکورہ حدیث میں ایسا لفظ تلاش کررہے ہیں جس سے ان مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کا حکم ملتاہو۔ شاید منکرین اس بات سے بھی لاعلم ہیں یا لاعلمی کا اظہار فرمارہے ہیں کہ اگرحدیث میں کسی ایک مقام پرکوئی عمل کیا جارہا ہو اوروہی عمل دوسرے مقامات پرنہیں کیا جارہا ہوتو یقیناً یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس مقام پر یہ عمل کیاجارہا ہے وہیں کرنا چاہیے اوربقیہ مقامات پرنہیں کرنا چاہئے۔

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، رقم الحديث (828)

رہا سوال اس بات کا کہ محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے رفع یدین کو منسوخ یا متروک قرار نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ اس حدیث میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کا حکم نہیں ملتا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک عمل سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے دورانِ نماز تکبیر تحریمہ کا رفع یدین تو کیا لیکن دوسرے مقامات پر رفع یدین نہیں کیا لہٰذا محدثین کرامؒ نے اس حدیث سے منسوخیت کی دلیل نہیں لی۔ دوسری بات یہ کہ محدثین کے پاس رفع یدین کی منسوخیت پر اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے رفع یدین کا منسوخ و متروک ہونا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا انہوں نے دوسری احادیث کو اس حدیث پر ترجیح دی جن میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین کرنے سے منع کرنے کا واضح حکم ملتا ہے۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں تکبیر اولیٰ کے رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات پر رفع یدین نہ ہونا رفع یدین کی منسوخیت پر پیش کی جانے والی دوسری احادیث کی زبردست تائید ہے۔

دوسرا اعتراض:

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ کے نزدیک وہ شخص جاہل ہے جو اس حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرتا ہے۔

جواب:

منکرین اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے جگہ جگہ ائمہ کرام رحمہم اللہ کے بلادلیل اقوال کا سہارا لیتے ہے، اور بقول منکرین کے بلادلیل بات ماننا تقلید ہے اور ان کے نزدیک تقلید حرام ہے۔آپ کے پاس اس بات کی دلیل کیا ہے کہ حافظ ابن حبان رحمہ اللہ کی بات درست ہے؟ منکرین سے گزارش ہے کہ اگر رفع یدین کے مسئلے پر کسی محدث امام کے بلادلیل قول کی پیروی کرنی ہے تو ان ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال کی پیروی کریں جن کی صداقت و ثقاہت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔جیسا کہ:

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَيْت فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى۔ (۱)

ترجمہ:

حضرت ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے احمد بن یونس رحمہ اللہ سے انہوں نے امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ میں نے کسی عالم فقیہ کو کبھی تکبیر افتتاح کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں پایا۔

وَقَالَ مَالِكٌ: لَا أَعْرِفُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي شَيْءٍ مِنْ تَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لَا فِي خَفْضٍ وَلَا فِي رَفْعٍ إلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ شَيْئًا خَفِيفًا وَالْمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ، قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ: وَكَانَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ مَالِكٍ ضَعِيفًا إلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ۔ (۲)

ترجمہ:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ " میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت " امام مالک کے صاحب و شاگرد ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ " امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں ۔"

---

(۱) شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب هل رفع اليدين عند الركوع والسجود، رقم (1302)

(۲) المدونة الكبرى للإمام مالك جلد 1، صفحه 165، دار الكتب العلميه بيروت

تیسرا اعتراض:

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی ایک روایت بیان کرتا ہے، اس کے بعض شاگرد اسے مکمل مطول اور بعض شاگرد مختصر و ملخص بیان کرتے ہیں۔

جواب:

تعجب کی بات ہے کہ منکرین کو یہ قاعدہ کلیہ ترکِ رفع یدین والی احادیث کے متعلق تو یاد رہتا ہے لیکن سجدوں کے رفع یدین کے بارے میں یہ قاعدہ کلیہ بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رکوع کے رفع یدین کی احادیث مروی ہیں ان تمام صحابہ کرام سے سجدوں کے رفع یدین کی احادیث بھی مروی ہیں تو وہاں انہیں یہ بات یاد نہیں رہتی کہ بعض شاگرد جنھوں نے صرف رکوع کے رفع یدین کا ذکرکیا ہے انھوں نے مختصر و ملخص بیان کیا ہے اور جن شاگردوں نے رکوع کے ساتھ سجدوں کے رفع یدین کا بھی ذکرکیا ہے، انہوں نے مکمل مطول بیان کیا ہے۔

چوتھا اعتراض:

آپ کی نقل کردہ حدیث میں رفع یدین کا زیادہ سے زیادہ عدم ذکر تو ہے اور عدم ذکر کا عدم شئ کو مستلزم نہ ہونا بین الفریقین مسلمہ قاعدہ کلیہ ہے، اگر اس اصول کا انکار کیا جائے، اسے تسلیم نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑے فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔

جواب:

منکرین کی عجیب حالت ہےکہ انہیں سیدنا ابو حمیدساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح بخاری والی حدیث میں رکوع کےرفع یدین کا ذکرنہ ہونے پر یہ قاعدہ کلیہ یاد رہتا ہے کہ عدم ذکر عدم شئ کو مستلزم نہیں لیکن اثبات رفع یدین کی صحیح بخاری و مسلم والی احادیث میں سجدوں کے رفع یدین کا ذکر نہ ہونے پریہ قاعدہ کلیہ یاد نہیں رہتا۔ للہذاہم بھی یہی کہیں گے کہ آپ کی نقل کردہ اثبات رفع یدین والی احادیث میں سجدوں کی رفع یدین کا زیادہ سے زیادہ عدم ذکر ہی تو ہے تو پھر آپ سجدوں میں رفع یدین کرنا کیوں ناپسند فرماتے ہیں؟ اس لئے پہلے خود اس قاعدہ کلیہ پر عمل کرکے دکھائیں پھر ہمیں اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ استدلال اس قاعدہ کے خلاف نہیں، اس لئے کہ اصول یہ ہے کہ"ولکن السکوت فی معرض الحاجة إلی البیان بیان" وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم بیان کرنا ہوتاہے۔
مندرجہ بالا حدیث میں حضرت ابو حمید ساعدی رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اس نقشہ کو بیان فرما رہے ہیں جو دیکھنے سے نظر آتا ہے، کمافی الحدیث "رایتہ" (یعنی میں نے انھیں دیکھا)۔ اگرآپ نے رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع کرتے دیکھا ہوتا تو ضرور بیان فرماتے جیساکہ تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو بیان فرمایا۔

پانچواں اعتراض:

اس حدیث میں نماز کے اور بھی بہت سے ارا کین کا ذکر نہیں ہے مثلاً: قبلہ رخ ہونا، ہاتھ باندھنا، رکوع، قومہ اور سجدوں میں کیا پڑھا جائے، دوسرے سجدے کا، جلسہ میں بیٹھنے کااوراسی طرح اس حدیث میں سجدے کے وقت ناک کو زمین پررکھنے اورتشہد کے وقت انگلی سے اشارہ کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں ہےتو کیا یہ تمام ارا کین بھی رفع یدین کی طرح منسوخ ہوگئے؟

جواب:

منکرین کے بچکانہ و احمقانہ اعتراضات پڑھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا علمی معیار کیاہے۔ ایسے ناقص العقل اعتراضات تو علم حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کریگا جوموصوف نے اپنے مؤقف کے دفاع میں کیئے ہیں۔ یہ بات تو ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ نماز" میں قبلہ رخ ہونا، ہاتھ باندھنا، رکوع، قومہ اور سجدوں میں کیا پڑھنا ، دوسرے سجدے، جلسہ میں بیٹھنا، سجدے کے وقت ناک کو زمین پر رکھنا اورتشہدکے وقت انگلی سے اشارہ "کرنا یہ سب نماز کے وہ افعال ہیں جن پر ابتدائے اسلام سے لیکرآج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک عمل کو منسوخ قرار دیا ہے اور کوئی ایک ضعیف یا موضوع روایت بھی نہیں ملتی جس میں ان افعال کے منسوخ ہونے کاذکرملتا ہو، پھر کوئی احمق ہی ہوگا جو حضرت ابو حمیدساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ان افعال کا ذکرنہ پاکر ان کے منسوخ ہونے کا سوال کرے۔ جبکہ ترکِ رفع الیدین عندالرکوع وبعدالرکوع کی منسوخیت پر ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین و محدثین سمیت

امت مسلمہ کا سب سے بڑا گروہ عمل پیرا رہا ہے اوراس کی منسوخیت پرکتب احادیث کی تمام کتابوں میں سینکڑوں صحیح و ضعیف احادیث رقم ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں رفع یدین کا سرے سے ذکرہی نہیں ہوتا تو عدم ذکرکا جواز بنتا تھا۔لیکن اس حدیث میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کا ذکر موجود ہے پر رکوع میں جانے اور رکوع سے سراٹھانے کے وقت کیئے جانے والے رفع یدین کا ذکرموجود نہیں ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابو حمید ساعدی نبی کریمﷺ کی نماز بیان کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین سمیت رکوع کرتے ہوئے گھٹنوں کو پوری طرح پکڑنے اور پیٹھ کو جھکادینے کا ذکر تو کرتے ہیں، رکوع سے سر اٹھانے پر سیدھے کھڑے ہو جانے حتیٰ کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جانے کا بھی ذکرکرتے ہیں لیکن رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سراٹھاتے ہوئے رفع یدین کا ذکرنہیں کرتے۔حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں رسول اللہﷺ کاتکبیر تحریمہ کارفع یدین کرنا اور رکوع میں جاتے اور سراٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہﷺ کا آخری عمل ترکِ رفع یدین ہی تھا۔

چھٹا اعتراض:

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے جس میں ان چار مقامات پر رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

جواب:

تعجب کی بات ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو حدیث کا سب سے بڑاعالم کہنے اور سمجھنے والے آج ان کی بیان کردہ حدیث چھوڑ کران کے مقابلے میں دوسرے امام کی بیان کردہ حدیث کو ترجیح دینے لگے؟ ویسے تو منکرین حضرات صبح شام بخاری بخاری کی رٹ لگائے رہتے ہیں لیکن جب بخاری سے ان کے مؤقف کا رد پیش کیا جاتا ہے تو فوراً بخاری کو چھوڑ کر دوسری کتابوں کا سہارا لیتے ہیں اور ایسی حدیث کو بخاری کی حدیث کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں جس کی سند مضطرب اور منقطع ہونے کیساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔

منکرین کا حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح بخاری والی حدیث کے مقابلے میں سنن ابی داؤدکی ایک ضعیف حدیث پیش کرنا اور اسے صحیح قرار دینا سراسر جھوٹ اور عام مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو حمید ساعدی سے مروی اثبات رفع یدین کی حدیث کی سند منقطع، مضطرب اورضعیف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

یہ روایت مضطرب ہے کیونکہ ابوداؤد میں اس کی سند یوں ہے۔

”حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ“ (۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَإِنَّهُمْ يُضَعِّفُونَ عَبْدَ الْحَمِيدِ، فَلَا يُقِيمُونَ بِهِ حُجَّةً، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ بِهِ فِي مِثْلِ هَذَا. وَمَعَ ذَلِكَ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ لَمْ يَسْمَعْ ذَلِكَ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وَلَا مِمَّنْ ذُكِرَ مَعَهُ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا رَجُلٌ مَجْهُولٌ، قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ عَنْهُ، "عَنْ رَجُلٍ"، وَأَنَا ذَاكِرٌ ذَلِكَ فِي بَابِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. وَحَدِيثُ أَبِي عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هَذَا، فَفِيهِ "فَقَالُوا جَمِيعًا صَدَقْتَ" فَلَيْسَ يَقُولُ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ“۔(۲)

”عبد الحمید ابن جعفر کو جب وہ خود ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس سے احتجاج نہیں کرتے تو پھر اس کی حدیث سے کس طرح حجت پکڑتے ہیں ۔ اس کی روایت سے استدلال اس موقع پر کیوں درست ہوگا۔ یہ روایت منقطع ہےکیونکہ محمد بن عمروبن عطاء کا سماع خود حضرت ابو حمید ساعدی سے ثابت نہیں ہے، باب صفۃ الجلوس میں یہی سند مذکور ہے اس میں محمدبن عمروبن عطاءکے بعد

---

(۱) أخرجه أبو داود في "السنن"، كتاب الصلاة، باب أبواب تفريع استفتاح الصلاة، رقم (730)

(۲) شرح معاني الآثار، كتاب الصلاة، باب هل رفع اليدين عند الركوع والسجود، رقم (1329)

عطاف بن خالد نے ' عن رجل ' کہہ کرتذکرہ کیا ہے تو یہ مجہول راوی کی روایت غیر معتبر ہے ۔'' عبدالحمید جعفر کے کئی شاگردہیں:
۔۱ ابوعاصم، ۔۲ یحییٰ بن سعیدبن قطان، ۔۳ ہشیم بن بشیروغیرہ۔ '' ابو عاصم کی اس مذکورۃ الصدرروایت میں تو ' فقالواجمیعاصدقت کے' الفاظ ہیں جبکہ دیگرشاگردوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتامعلوم ہوتا ہے، یہ ان کا اضافہ ہے ''
ابوداؤد کی حدیث کاایک راوی عبدالحمیدبن جعفرہے جوضعیف، خطاکار اور قدری ہے جس کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں۔
حافظ ابن حجر جرح تعدیل کے سب سے بڑے امام یحییٰ بن سعید القطان کی جرح کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں۔
" عن ابن معین، قال: کان یحیی بن سعید یضعفه. قلت لیحیی: فقد روی عنه. قال: قد روی عنه، وکان یضعفه. وکان یری القدر "(۱)
امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس(عبدالحمیدبن جعفر)سے روایت بھی لیتے تھے تو ابن معین نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ القطان اس سے روایت بھی لیتے تھے اور ساتھ ہی اس کی تضعیف بھی کرتے تھے اور یہ تقدیر کا منکر تھا۔
امام نسائی فرماتے ہیں:'' لیس بالقوی ''۔ عبدالحمیدبن جعفر مضبوط نہیں ہے۔(۱)
امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ: " وقال ابن حبان ربما اخطاء " اس نے اکثر اوقات خطا کی ہے۔(۱)
امام ابوحاتم فرماتے ہیں: '' لا یحتج به '' اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔(۲)
امام سفیان الثوری بھی اس کی تضعیف کرتے تھے۔"وکان سفیان یضعفه" (۲)
صحیح بخاری میں امام بخاری نے ابو حمید الساعدی کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی ہے مگر رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ کے علاوہ کسی اور مقام کے رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ رفع الیدین کا بیان بخاری میں اس لیے نہیں ہے کہ وہاں راوی عبدالحمید بن جعفر نہیں ہے اور چونکہ ابوداؤد میں عبدالحمید بن جعفر ہے اس لیے اس نے بطور خطاء رفع الیدین کا ذکر کر دیا ہے۔ اگرچہ کچھ محدثین کرام نے عبدالحمیدبن جعفرکی توثیق بھی کررکھی ہے۔ لیکن اگر ابوداؤد کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر صحیح ہوتا تو امام بخاری اسے صحیح البخاری میں بیان کرنے سے ہر گز نہ چُوکتے کیونکہ جزء رفع الیدین میں ہر قسم کی رطب و یابس روایات کی بھرتی کی گئی ہےلیکن ابوداؤد کی حدیث میں رفع یدین کا ذکرہونے کے باوجود امام بخاری نے اسے اپنی صحیح میں رقم نہیں کیا جو اس کے ضعیف ہونے کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ روایت سنداً وَمتناً مضطرب بھی ہے اور منقطع بھی کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابوقتادہ سے ثابت نہیں ہے۔

ساتواں اعتراض:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوحمید ساعدی کی رفع یدین والی حدیث کو '' حسن '' بھی کہا ہے اور صحیح بھی کہا ہے۔

جواب:

منکرین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ امام ترمذی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترکِ رفع یدین والی حدیث کو " حسن " بھی کہا ہے اور صحیح بھی کہا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ بہت سارے صحابہ کرام و تابعین میں اہل علم کا اور اہل کوفہ کا اس حدیث پر عمل تھا۔ تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ امام ترمذی کی یہ بات قبول کرلیں تو پھر ہم بھی آپ کی بات قبول کرلیں گے۔

---

(۱) تهذیب التهذیب جلد،2 صفحه،474 مؤسسة الرساله، بیروت
(۲) میزان الاعتدال جلد،2 صفحه،539 دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت

آٹھواں اعتراض:

سیدنا ابو حمید ساعدی کی رفع یدین والی حدیث درج ذیل علماء کے نزدیک صحیح ہے۔ (۱) ترمذی (۲) ابن خزیمہ (۳) ابن حبان (۴) بخاری (۵) ابن الجارود (۶) عبدالحق اشبیلی (۷) خطابی (۸) نووی (۹) ابن تیمیہ اور (۱۰) ابن القیم رحمہم اللہ اجمعین۔

جواب:

منکرین نے کل ۱۰ محدثین کے نام تحریر کرکے سیدنا ابو حمید ساعدی سے مروی ابو داؤد کی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جن میں امام بخاری کا نام بھی درج ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ حدیث امام بخاری کے نزدیک صحیح تھی تو پھر امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کیوں نہیں لیا؟ اس کی وجہ یہی ہے جو اوپر بیان کی جاچکی ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں تھی ورنہ اس حدیث کو چھوڑ کر ترک رفع یدین والی حدیث اپنی صحیح میں رقم نہ کرتے۔

منکرین نے ان ۱۰ ناموں میں ابن حبان کا نام بھی شامل کیا ہے جبکہ ابن حبان خود اس حدیث کے راوی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''وقال ابن حبان ربما اخطاء'' اس نے اکثر اوقات خطا کی ہے۔(۱)

دوسری بات یہ کہ لگتا ہے منکرین کے لئے کسی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کل ۱۰ محدثین کی توثیق کافی ہے۔ اگر منکرین کا کسی حدیث کی قبولیت کا معیار یہی ہے تو پھر ہم ترکِ رفع یدین کی ہر حدیث پر کل دس محدثین کی توثیق پیش کئے دیتے ہیں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ انہیں بھی قبول فرمائیں۔

منکرین اپنے مسلک کی حمایت میں جانے والی حدیث کے کمزور ترین اور متروک الحدیث راوی (جیسے عبدالحمید بن جعفر، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، محمد بن اسحاق بن یسار، عیسیٰ ابن جاریہ) پر ۵، ۷ افراد کی توثیق پیش کرکے انہیں جمہور کا نام دیکر ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے اور اپنے مسلک کی مخالفت میں جانے والی حدیث کے ثقہ تابعی راوی (جیسے ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری) پر مدلس ہونے کا الزام لگا کر ۵، ۷ افراد کی مبہم جرحیں پیش کرکے انہیں جمہور کا نام دیکر ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

---

(۱) تہذیب التہذیب جلد 2، صفحہ 474، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

پانچویں دلیل

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، ثُمَّ لاَ يَعُودُ۔ (۱)

ترجمہ:

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے، پھر اس کے بعد ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

پہلا اعتراض:

امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو واہی (کمزور) کہا ہے۔

جواب:

پہلی اہم بات تو یہ ہے کہ اصول حدیث کی رو سے کسی بھی حدیث کے ضعیف ہونے کا دارومدار یا تو اس کی سند پر ہوتا ہے یا پھر اس کے متن پر۔ اگر حدیث کی سند بالکل صحیح ہے اور متن پر بھی کوئی اعتراض نہیں تو پھر حدیث کو بغیر کوئی مدلل جرح بیان کئے ضعیف قرار دینا ایک متشدد عمل ہے اور محدثین کرام کے نزدیک متشدد کی مبہم جرح قابل قبول نہیں۔

امام عثمان بن سعید الدارمی کی جرح کا مکمل جائزہ لینے کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ پہلے ان کی جرح کے مکمل الفاظ نقل کئے جائیں تاکہ جرح کی نوعیت کا اندازہ ہوسکے اور قارئین کو بھی سمجھنے میں آسانی ہو۔

قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ: فَهَذَا قَدْ رُوِيَ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ الْوَاهِي، عَنْ عَلِيٍّ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُهُمَا عِنْدَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ "فَلَيْسَ الظَّنُّ بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ يَخْتَارُ فِعْلَهُ عَلَى فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ لَيْسَ أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهِ أَوْ تَثْبُتُ بِهِ سُنَّةٌ لَمْ يَأْتِ بِهَا غَيْرُهُ (۲)

امام عثمان الدارمی نے فرمایا: یہ حدیث اس سند سے کمزور ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج نے روایت کیا ہے عبیداللہ بن ابی رافع سے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو رکوع اور رکوع کے بعد سر اٹھاتے رفع یدین کرتے دیکھا۔تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود نبی ﷺ سے رفع یدین کرنے کی روایت کریں پھر اس کی مخالفت کریں۔

امام دارمی کے اس اعتراض میں نہ تو اس حدیث کی سند پر کوئی کلام کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے متن پر لہٰذا یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ امام دارمی بھی اس حدیث کی سند اور متن کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ امام دارمی نے اس حدیث پر صرف ایک شبہ کا اظہار کیا ہے جس کے دو جوابات ہیں، ایک عقلی اور دوسرا نقلی۔ نقلی دلیل ہم پہلے نقل کردیتے ہیں اس کے بعد عقلی دلیل سے جواب پیش کیاجائے گا۔

امام دارمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی رفع یدین کی جو حدیث بیان کرتے ہوئے اپنے شبہ کا اظہار کیا ہے وہ حدیث خود ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث میں راوی عبدالرحمن بن ابی الزناد موجود ہے جوکہ ایک ضعیف راوی ہے۔

---

(۱) المصنف لإبن أبي شيبة جلد 1، صفحه 213، رقم الحديث 2442، مكتبة الرشد الرياض

(۲) السنن الكبرى للبيهقي، جلد،2 صفحه 114، دار الكتب العلميه بيروت

امام ترمذی نے یہ حدیث اس سند سے روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ ذَلِكَ أَيْضًا إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهَا إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ فَكَبَّرَ (۱)

اس سند میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد راوی موجود ہے جس کو امام دارمی نے نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد خطا کار، مضطرب الحدیث، ضعیف اور مجروح راوی ہے جس کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں:

امام احمد بن جنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مضطرب الحديث''(۲)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ضعيف، ليس بشيءٍ، لا يحتج بحديثه''(۲)

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ضعفه النسائی''(۲)

امام نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ضعفه الجمهور''(۳)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كان ممن ينفرد بالمقلوبات عن الأثبات، وكان ذلك من سوء حفظه وكثرة خطئه(۴)

امام زکریا بن یحییٰ الساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فيه ضعف (۵)

تعجب کی بات ہے کہ جس حدیث کے تمام راوی ثقہ، عادل اور حافظ الحدیث ہیں اس حدیث کو منکرین امام دارمی رحمہ اللہ کے بلادلیل قول پر واہی (کمزور) کہہ رہے ہیں اور جس حدیث کا راوی (عبدالرحمٰن بن ابی الزناد) سخت ضعیف ہے اس حدیث کو صرف امام دارمی رحمہ اللہ کے قول پر ائمہ محدثین کی تمام جرحوں کو نظرانداز کرتے ہوئے صحیح قرار دے رہے ہیں اور ان کے قول سے استدلال کررہے ہیں۔ اب اسے ان کی ناقص و متعصب تحقیق کہا جائے یا اندھی تقلید، اس بات کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ نے امام دارمی رحمہ اللہ کی جرح کا جواب کچھ اس طرح سے دیا ہے کہ:

قلت كيف يكون هذا الطريق واهيا ورجاله؟ ثقات فقد رواه عن النهشلي جماعة من الثقات ابن مهدى واحمد بن يونس وغيرهما واخرجه ابن ابى شيبة في المصنف عن وكيع عن النهشلي والنهشلي اخرج له مسلم والترمذي والنسائي وغيرهم ووثقه ابن حنبل وابن معين وقال أبو حاتم شيخ صالح يكتب حديثه ذكره ابن ابى حاتم وقال الذهبي في كتابه رجل صالح تكلم فيه ابن حبان بلا وجه وعاصم تقدم ذكره وابوه كليب بن شهاب اخرج له أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجة وقال محمد بن سعد كان ثقة (۶)

ترجمہ:

میں (ابن ترکمانی) کہتا ہوں اس کی سند اور رجال کمزور کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو نہشلی سے روایت کیا ہے ثقہ لوگوں کی جماعت نے ابن مہدی اور احمد بن یونس وغیرہم نے اور تخریج کی اس روایت کی امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں وکیع عن النہشلی سے۔ اور امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے نہشلی سے روایت لی۔ امام احمد اور ابن معین نے توثیق کی ہے۔ اور امام ابوحاتم نے شیخ صالح کہا اور امام ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔اور امام ذہبی نے اپنی کتاب میں کہا کہ نیک آدمی ہے ابن حبان نے بلاوجہ اس پر کلام کیا۔ عاصم کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس کے باپ کلیب بن شہاب سے امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت لی اور امام محمد بن سعد نے ثقہ کہا۔

---

(۱) جامع ترمذی، کتاب الدعوات، رقم الحديث 3423

(۲) ميزان الاعتدال جلد 2، صفحه 575، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت

(۳) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد 4، صفحه 224، مكتبة القدسى القاہرہ

(۴) المجروحين لابن حبان جلد 2، صفحه 21، درالصميعى للنشر والتوزيع الرياض

(۵) تهذيب التهذيب جلد 2، صفحه 505، مؤسسة الرساله، بيروت

(۶) الجوهر النقي جلد 2، صفحه 78، دار الفكر، بيروت

امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:
فكيف يكون هذا الطريق واهيا بل الذي روى من الطريق الواهي هو ما رواه ابن ابي رافع عن علي لان في سنده عبد الرحمن بن ابي الزناد (۱)
یہ سند کیسے کمزور ہو سکتی ہے بلکہ کمزور سند وہ ہے جو کہ ابن ابی رافع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد(ضعیف) ہے۔
امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:
قلت ابن ابي الزناد هو عبد الرحمن قال ابن حنبل مضطرب الحديث وقال هو وابو حاتم لا يحتج به وقال عمرو بن علي تركه (۲)
میں (ابن ترکمانی) کہتا ہوں کہ ابن ابی الزناد وہ عبدالرحمٰن ہے اور امام احمد نے کہا کہ وہ مضطرب الحدیث ہے اور انہوں نے اور امام ابوحاتم نے کہا اس سے احتجاج (دلیل) نہیں کیا جا سکتا۔اور عمرو بن علی نےاسکو ترک کردیا۔
امام طحاوی رحمہ اللہ امام دارمی رحمہ اللہ کی جرح کا جواب دیتےہوئے فرماتے ہیں:
فَحَدِيثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِذَا صَحَّ، فَفِيهِ أَكْثَرُ الْحُجَّةِ لِقَوْلِ، مَنْ لَا يَرَى الرَّفْعَ (۳)
پس جب حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ صحیح ہوچکی ہے تو اس میں تارکین رفع یدین کے لیے بھاری حجت ہے۔
امام طحاوی رحمہ اللہ امام دارمی رحمہ اللہ کی پیش کردہ رفع یدین والی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:
وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ خَطَأٌ (۳)
اور (عبدالرحمٰن) بن ابی الزناد کی(رفع یدین والی) روایت (اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے) خطا ہے۔
امام طحاوی رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:
أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِهِ سَقِيمًا (۳)

کہ یہ روایت (امام دارمی کی رفع یدین کی پیش کردہ حدیث) خود اپنے آپ میں ضعیف ہے۔
مندرجہ بالا تحقیقی دلائل اور ائمہ محدثین کے جوابات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ایک مجہول راوی ہے اور امام دارمی رحمہ اللہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ترکِ رفع یدین والی حدیث (جس کے تمام راوی ثقہ ہیں) کے مقابلے میں اس مجہول راوی کی حدیث کو فوقیت دینا اور اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔
اب ہم آتے ہیں عقلی دلائل کی طرف۔ اگر چند لمحوں کے لئے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے ضعف کو بھلا کر اس کی بیان کردہ رفع یدین والی حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو بھی امام دارمی رحمہ اللہ کا ترکِ رفع یدین والی حدیث کو واہی (کمزور) کہنا غلط ہے کیونکہ اگر دو صحیح احادیث میں تعارض آجائے تو اس بنا پر کسی ایک حدیث کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ دونوں میں سے ایک حدیث ناسخ ہے اور دوسری منسوخ ہے۔
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اولاً تو رفع یدین والی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی خطاء ہے، ثانیاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ ایک سنت کو وہ خود روایت بھی کریں اور پھرخود خلاف سنت نماز بھی پڑھیں۔ ایک دفعہ بھی وہ ایک نماز بھی سنت کے مطابق نہ پڑھیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ رفع یدین کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک منسوخ تھی۔(۳)
امام طحاوی رحمہ اللہ کی تحریر سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ رفع یدین کرنے والی حدیث منسوخ ہوئی ہے۔

---

(۱) الجوهر النقي جلد 2، صفحه 79، دار الفكر ،بيروت
(۲) الجوهر النقي جلد 2، صفحه 73، دار الفكر ،بيروت
(۳) شرح معاني الآثار جلد 1، صفحه 225، عالم الكتب ،بيروت

دوسرا اعتراض:

امام شافعی رحمہ اللہ نے اسے غیر ثابت کہا ہے۔

جواب:

منکرین سے گزارش ہے کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کی جرح کے مکمل الفاظ نقل کر دیں تا کہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی جرح کی کیا حیثیت ہے۔ کیونکہ مبہم الفاظ کی جرح و تعدیل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ منکرین نے اس جرح کو نقل کرنے میں نا انصافی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس جرح کی سند نقل نہیں کی، منکرین چونکہ یہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے سند نقل کر دی تو ان کا دعوی جھوٹا ثابت ہو جائے گا لہذا انہوں نے سند نقل نہ کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اس جرح کی سند امام بیہقی رحمہ اللہ سے لے کر امام زعفرانی رحمہ اللہ تک نا معلوم ہے۔ لہذا منکرین نا معلوم اسناد سے عام مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس جرح کی سند کو معلق اور منقطع نقل کیا ہے جو کہ جمہور کے نزدیک ضعیف اور مردود ہے۔
امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس جرح کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

قَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ: وَلَا يَثْبُتُ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ، يَعْنِي مَا رَوَوْهُ عَنْهُمَا مِنْ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ (۱)

اس جرح کی سند منقطع ہے کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام حسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی رحمہ اللہ کے درمیان ملاقات ثابت نہیں۔ امام زعفرانی رحمہ اللہ کی وفات ۲۵۹ یا ۲۶۰ ہجری میں ہوئی جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی پیدائش ۳۸۴ ہجری کو ہوئی، یعنی اس وقت تو امام بیہقی رحمہ اللہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جب امام زعفرانی رحمہ اللہ نے یہ بات کہی ہو گی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے خود ان سے یہ بات سن لی ہو ؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام زعفرانی رحمہ اللہ کے درمیان سند نا معلوم اور منقطع ہے۔ لہذا یہ جرح ضعیف اور مردود ہے اور منکرین کا امام شافعی رحمہ اللہ کی جرح سے استدلال باطل و مردود ہے۔ اگر منکرین کی پیش کردہ اس جرح کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی اعتراض باطل ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول قدیم ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا بعد والا قول اس کے بر عکس ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ کے جواب میں علامہ علاؤالدین المارديني رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت قد تقدم تصحيح الطحاوي ذلك عن علی والسند بذلك صحيح كما مر والمثبت مقدم على النافي ثم حكى البيهقي عن الشافعي انه قال ولا يثبت عن على وابن مسعود يعنى انهما كانا لا يرفعان ايديهما الا في تكبيرة الافتتاح (۲)

میں کہتا ہوں کہ پہلے امام طحاوی رحمہ اللہ کی تصحیح گزر چکی ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اور ثابت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے بعد والا قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں حضرات (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تکبیر افتتاح کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقي جلد 2، صفحه 114، دار الكتب العلميه بيروت
(۲) الجوهر النقي جلد 2، صفحه 79، دار الفكر ،بيروت

تیسرا اعتراض:

جمہور محدثین کے نزدیک یہ اثر ضعیف و غیر ثابت ہے لہذا اس سے استدلال مردود ہے۔

جواب:

منکرین کتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہیں کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ حالانکہ اس کا حقیقت سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لگتا ہے منکرین کے نزدیک صرف چار پانچ محدثین کی مبہم اور ضعیف و منقطع جرحیں ہی جمہور ہیں۔

منکرین کے اس باطل دعویٰ پر ہم اس حدیث کی تصحیح کرنے والے ائمہ محدثین کے نام پیش کر دیتے ہیں:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *رجاله ثقات* (۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *مَوْقُوفًا عَلَى عَلِيٍّ، وَهُوَ الصَّوَابُ* (۲)

امام زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *وهو اثر صحيح* (۳)

امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *رجاله ثقات* (۴)

امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *صحيح على شرط مسلم* (۵)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: *فحديث على اذا صح* (۶)

---

(۱) الدراية في تخريج أحاديث الهداية جلد 1، صفحه 152، دار المعرفة، بيروت

(۲) علل الدارقطني العلل الواردة في الأحاديث النبوية جلد 4، صفحه 106، دار طيبه، الرياض

(۳) نصب الراية جلد 1، صفحه 406، مؤسسة الريان للطباعة والنشر، بيروت

(۴) الجوهر النقي جلد 2، صفحه 78، دار الفكر، بيروت

(۵) عمدة القاري شرح صحيح البخاري جلد 5، صفحه 274، دار احياء التراث العربي، بيروت

(۶) شرح معاني الآثار جلد 1، صفحه 225، عالم الكتب، بيروت

چھٹی دلیل

حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنِ أَبِي حَيَّةَ قَالاَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ رضى الله عنهما فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلاَّ عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى فِي افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ (۱)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کی ہیں، یہ حضرات صرف نماز کے آغاز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔

پہلا اعتراض:

اس حدیث کے ایک راوی محمد بن جابر ضعیف ہیں

جواب:

محمد بن جابر رحمہ اللہ ایسے ضعیف راوی نہیں ہیں کہ بالکل ہی ان کی روایت ترک کر دی جائے بلکہ بہت سے محدثین کرام نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: *وفي الجملة قد روى عن محمد بن جابر أئمة وحفاظ* (۲)

امام ذہلی رحمہ اللہ نے فرمایا: *لا بأس به* (۳)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا: *سمعت أبا الوليد يقول: نحن نظلم محمد بن جابر بامتناعنا من التحديث عنه*(۴)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا: *هو وأخوه يتقاربان في الضعف، قيل له: يتركان؟ فقال: لا بل يعتبر بهما* (۳)

امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا: *وسئل أبي عن محمد بن جابر، وابن لهيعة، فقال: محلهما الصدق، ومحمد بن جابر أحب إلي من ابن لهيعة*(۳)

دوسرا اعتراض:

محمد بن جابر رحمہ اللہ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

جواب:

راوی کے تخلیط فی الحدیث اور سوء حفظ (یعنی حافظ کی خرابی) کے بارے میں محدثین کرام کے ہاں تسلیم شدہ ایک اصول و ضابطہ ہے کہ اگر تخلیط فی الحدیث راوی سے کوئی ثقہ راوی اختلاط سے پہلے روایت کرلے یا اس راوی کی حدیث کو ثقہ راوی قابل اعتبار سمجھ کر عمل کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔(۵)

لہذا اسی حدیث میں محمد بن جابر سے ثقہ راوی اسحاق بن ابی اسرائیل سے روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: *وبه نأخذ* یعنی ہمارا بھی اسی روایت ترک رفع یدین پر عمل ہے۔ اور اسحاق بن ابی اسرائیل رحمہ اللہ محمد بن جابر رحمہ اللہ کے اختلاط سے پہلے کے شاگرد ہے اور انہوں نے محمد بن جابر رحمہ اللہ سے یہ حدیث اختلاط سے پہلے سنی ہے۔ اور طے شدہ اصول ہے کہ اختلاط سے پہلے کی سنی ہوئی حدیث قابل قبول ہے۔ لہذا یہ روایت سند اور متن کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔

---

(۱) سنن الدارقطني جلد 2، صفحه 52، رقم الحديث 1133، مؤسسة الرساله بيروت
(۲) ميزان الاعتدال جلد 3، صفحه 498، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت
(۳) تهذيب التهذيب جلد 3، صفحه 528، مؤسسة الرساله، بيروت
(۴) تهذيب التهذيب جلد 3، صفحه 527، مؤسسة الرساله، بيروت
(۵) التلخيص الحبير جلد 1، صفحه 54، دار الكتب العلميه بيروت

ساتویں دلیل

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حدثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حدثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حدثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وعَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعِنْدَ الْبَيْتِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِالْمُزْدَلِفَةِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ) (۱)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات مقامات پر رفع یدین کیا جائے گا:

1. *نماز کی ابتداء میں* (تکبیر تحریمہ)
2. *بیت اللہ کے پاس*
3. *صفا پر*
4. *مروہ پر*
5. *میدان عرفات میں*
6. *مزدلفہ میں*
7. *رمی جمار کرتے وقت*

وللہ الحمد علی إکماله والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وآله وسلم

NAZ WRITES

---

(۱) شرح معاني الآثار جلد 2، صفحه 176، رقم الحدیث 3821، عالم الکتب، بیروت